ٹی وی دیکھنے کے مفاسد اور مبیّنہ مقاصد

مولانا عبدالصمد

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر کسی جماعت یا قوم میں کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جماعت وقوم باوجود قدرت کے اس شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی تو اُن پر مرنے سے پہلے دُنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ٹی وی جیسے منکر پر روک ٹوک نہ کرنے کا یہ وبال ہے کہ اچھے اچھے دیندار بھی نہ صرف ٹی وی کی نشریات دیکھنے میں مبتلا ہو گئے ہیں، بلکہ اس کے جواز کی راہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ زیرِ نظر تحریر میں اسی غلط اندازِ فکر اور طرزِ عمل کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

آج کل میڈیا کا دور ہے، شاید ہی کوئی ایسا گھر ہو جو الیکٹرانک میڈیا کے اثرات سے محفوظ ہو، ورنہ عوام وخواص تقریباً سب ہی اس کے اثرات سے متأثر ہو رہے ہیں۔ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب گناہوں پر روک ٹوک نہیں کی جاتی تو نتیجۃً آہستہ آہستہ دل سے ان گناہوں کی نفرت اور برائی نکل جاتی ہے۔ پھر ایک مقام ایسا بھی آجاتا ہے کہ بجائے اپنے کو قصوروار سمجھنے کے اُن منکرات کے جواز کی راہیں ڈھونڈی جاتی ہیں۔ ایسا اندازِ فکر ایمان کے لیے نقصان دہ ہے، حالانکہ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ ایک مسلمان کم از کم گناہ کو گناہ اور مبتلا ہونے کی صورت میں اپنے کو قصوروار تو سمجھے۔

قیامت کی علامات میں یہ پیشین گوئی بھی مذکور ہے کہ اس وقت لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ نیکیاں ان کے نزدیک گناہ اور گناہ ان کے نزدیک نیکیاں بن جائیں گی۔ اسی طرح آخری زمانہ میں نفسانیت اور مادیت کے غلبہ کی وجہ سے علم خواہشات کے تابع ہو جائے گا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ''تم لوگ ایسے زمانہ میں ہو کہ اس وقت خواہشات علم کے تابع ہیں، لیکن عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ علم خواہشات کے تابع ہوگا، یعنی جن چیزوں کو اپنا دل چاہے گا وہی علوم سے ثابت کی جائیں گی''۔ آج ہم اسی دور سے گزر رہے ہیں کہ گناہوں بالخصوص الیکٹرانک میڈیا کی نشریات (ٹی وی) میں ابتلائے عام کے بہانے اس میں گنجائش اور رخصتیں تلاش کی جا رہی ہیں۔

علمی غلطی

ایک دینی رسالہ میں ایک فاضل کا یہ جملہ نظروں سے گزرا کہ شرعی حدود کی رعایت رکھتے ہوئے ٹی وی دیکھنا حرام نہیں۔ حسن ظن کی بنا پر ہم یہی سمجھتے ہیں کہ یہ فاضل مضمون نگار کی علمی غلطی یا

قلمی لغزش ہے، ورنہ اس کی وضاحت نہیں کی گئی کہ وہ کونسے شرعی حدود ہیں جن کا خیال رکھنے سے ٹی وی دیکھنا حرام نہیں رہتا۔ فاضل مضمون نگار کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ٹی وی میں صرف خبریں، مذہبی پروگرام یا قدرتی مناظر ہی نہیں دکھائے جاتے، اگرچہ ٹی وی میں ان کا دیکھنا بھی شرعاً درست نہیں، بلکہ نامحرم کی تصاویر، فحاشی وعریانی کے مناظر، گانے بجانے، موسیقی کے پروگرام وغیرہ بیسیوں منکرات بھی دکھائے جاتے ہیں۔ کیا کوئی ایسی شرعی حدود بھی ہیں کہ جن کے بعد یہ مذکورہ گناہ گناہ نہیں رہتے یا ٹی وی دیکھتے ہوئے ان گناہوں سے بچنے کی کوئی صورت موجود ہے؟

حقائق سے چشم پوشی

بیسیوں منکرات پر مشتمل اس آلۂ معصیت جس کی شناعت وبرائی پر اکابر کے سینکڑوں مضامین ومقالات چھپ چکے ہیں اور اس کے آئے دن نقصانات اپنی آنکھوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہتے ہیں اور دوسری طرف ٹی وی کی نشریات پر فحاشی وعریانی کے دلدوز مناظر میں اضافہ بھی روز افزوں ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر چاہیے تو یہ تھا کہ اس کے خلاف بند باندھنے کی کوشش کی جاتی، اُلٹا اُمت کو اس کی عدمِ حُرمت کی خوشخبری سنائی جارہی ہے جو حقائق کو نظرانداز کرنے کے مترادف ہے اور اکابر کی ٹی وی جیسے منکر کے خلاف کی گئی محنتوں پر پانی پھیرنے کے مترادف ہے۔ ایک طرف تو عوام ٹی وی کے نقصانات اور مفاسد سے باخبر ہو کر ٹی وی توڑ رہے ہیں اور دوسری طرف ہمارے بعض کرم فرما ٹی وی کے جواز کے راستے ڈھونڈ رہے ہیں۔ ایسے موقع پر اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے:

مرید سادہ تو رو رو کر ہوگیا تائب
خدا کرے ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

چند اشکالات

مناسب ہوتا ہے کہ یہاں اُن اشکالات کا بھی ذکر کردیا جائے جن کی بنا پر ٹی وی کی نشریات کے بارے میں نرم گوشہ اختیار کیا جارہا ہے اور عوام وخواص ان حیلے بہانوں کے ذریعہ اپنی نفسانی خواہشات کی گویا تکمیل کرنا چاہتے ہیں۔

ا:....... بعض لوگ ایک جید عالم کے اس ارشاد کا سہارا لیتے ہیں کہ ''جس چیز کا آنکھوں سے دیکھنا جائز ہو، اُسے اسکرین پر بھی دیکھنا جائز ہے''۔ گویا اس تحقیق کے تحت ٹی وی نشریات کا دیکھنا بھی جائز ثابت کیا جاتا ہے۔ تو عرضِ خدمت ہے کہ جدید پیش آمدہ مسائل کی تحقیق کرنا علماء کرام کے منصب کا تقاضا ہوتا ہے، دلائل کی روشنی میں جو تحقیق اُن کی سمجھ میں آتی ہے، وہ دیانتدارانہ طریقے سے عرض کردیتے ہیں۔ اگر غلطی ہوگئی ہو یا تحقیق تبدیل ہوگئی ہو تو فوراً سابقہ تحقیق سے رجوع بھی فرمالیتے ہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ ''ترجیح الراجح'' میں اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا

مفتی محمد شفیع صاحب ''اختیار الصواب'' میں اپنی سابقہ تحقیق سے رجوع کا اظہار فرماتے رہتے تھے اور یہی اکابر کا طرزِ عمل رہا ہے۔ ممکن ہے دوسرے اکابر کی اس کے خلاف تحقیق ثابت ہونے پر مذکور عالم نے اپنی تحقیق سے رجوع کرلیا ہو۔ باقی وہ ان عالم کا زبانی ارشاد تھا جو کسی دینی ماہنامے میں چھپ گیا تھا، کوئی باقاعدہ فتویٰ یا تحقیق نہیں تھی، نہ ہی کسی نے ان بزرگ سے باضابطہ استفتا کیا تھا۔ باقی کسی ایک عالم کے زبانی ارشاد کے بالمقابل جہاں فقہ وفتاویٰ کے سینکڑوں ماہرین کی رائے اس تحقیق کے خلاف ہو تو محض کسی بزرگ کے ملفوظ یا ارشاد کو شرعی قانون کی حیثیت نہیں دی جاسکتی، کیونکہ کسی بھی عالم کا کوئی ارشاد جو جمہور علما کی تحقیق کے خلاف ہو، ہرگز قانون نہیں بن سکتا۔ دوسرے بزرگ کا ارشاد تو تصویر کو آنکھ سے اور سکرین پر دیکھنے سے متعلق تھا، اس کے برخلاف ٹی وی کی باقی نشریات جو منکرات پر مشتمل ہوتی ہیں، محض اس ارشاد سے دیکھنا کہاں جائز ہوجاتا ہے؟ کتنی ناانصافی کی بات ہے کہ ایک عالم کی بات جو نفس کے مطابق نظر آئی اس کو تو فوراً لے لیا اور بیسیوں اکابر اور فقہ وفتاویٰ کے ماہرین جو اس کی حرمت کے قائل ہیں، اُنہیں یکلخت نظر انداز کردیا جائے۔ یہ تو واضح طور پر ہوئی پرستی ہے۔

۲:.......ایک صاحب نے ایک بزرگ کا ارشاد سنایا کہ ''میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ ٹی وی دیکھنا تو نہیں چھوڑوگے، کم از کم اس کو گناہ تو سمجھو''۔ وہ بزرگ کے اس ارشاد کہ ''ٹی وی دیکھنا نہیں چھوڑوگے'' ابتلائے عام کی وجہ سے گنجائش اور رخصت سمجھ رہے تھے، حالانکہ اس بزرگ کے اس ارشاد کا صاف مقصد یہی ہے کہ جو لوگ اس منکر میں مبتلا ہیں، وہ کم از کم اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر گناہ کو گناہ تو سمجھیں۔ اس سے ٹی وی نشریات دیکھنے کی گنجائش کہاں سے ثابت ہورہی ہے؟ ان بزرگ کے اس ارشاد پر غلط مطلب لینا شیطانی چال کے سوا کچھ نہیں۔

۳:.......کہا جاتا ہے اب چونکہ ابتلائے عام ہے، لہٰذا زیادہ سختی نہیں کرنی چاہیے، افسوس! معاصی کی کثرت اور ابتلائے عام میں تو تقویٰ کی قیمت بڑھ جاتی ہے، بجائے ہتھیار ڈالنے کے ان سے اجتناب کی کوشش تیز کردینی چاہیے تھی یا آخری درجے میں اپنے کو قصوروار تو سمجھنا چاہیے اور گناہ کو گناہ ہی سمجھنا چاہیے، نہ کہ اس کو حق ثابت کرنے کی مذموم کوششیں شروع کردی جائیں۔

۴:.......بعض لوگ یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ آج کل بڑے بڑے علما بھی ٹی وی پر آتے رہتے ہیں۔ اول تو کوئی صحیح مستند عالم ٹی وی پر آئے بھی ہیں تو نہ معلوم وہ کن ناگزیر وجوہات کی بنا پر ٹی وی پر آئے ہیں، لہٰذا کسی جید عالم کے ٹی وی پر کسی مؤقف یا دینی تقاضے کی وضاحت کے لیے آنے سے یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ ٹی وی نشریات دیکھنا حرام نہیں یا ان عالم کے ٹی وی پر آنے سے ٹی وی منکرات سے پاک ہوجاتا ہے یا اس کی ناجائز نشریات کو دیکھنا جائز ہوجاتا ہے، کیونکہ ٹی وی تو منکرات کا مجموعہ ہے۔

تصویر کا مسئلہ اور اس کے مفاسد

متذکرہ بالا اشکالات کی وضاحت کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس غلط فہمی کا ازالہ کیا جائے

جس کی بنا پر الیکٹرانک میڈیا کی نشریات دیکھنے کے لیے نرم گوشہ پیدا ہوگیا۔ دراصل اہل علم کے ہاں تصویر سے متعلق ایک علمی بحث تھی کہ ''جس تصویر کو دیکھنا جائز ہے، اُسے اسکرین پر دیکھنا بھی جائز ہے''۔ جواز کی اس جزئی کی آڑ میں عوام تو کیا خواص تک غلط فہمی میں مبتلا ہوگئے اور الیکٹرانک میڈیا کی نشریات دیکھنے کی طرف مائل ہوگئے، لیکن یہ نہ سوچا گیا کہ جس جزئی کی بنا پر تصویر کو اسکرین پر دیکھنے کا جواز فراہم کیا گیا، اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ نتیجہ یہی نکلا کہ آج ٹی وی، کمپیوٹر، سی ڈیز اور نامعلوم کیا کیا گھروں میں نہیں پہنچ گیا اور اس میں کیا کچھ نہیں دیکھا جارہا۔ گویا اکابر کی ٹی وی دیکھنے کے خلاف کی گئی ساری محنت پر گویا پانی پھر گیا۔ یہی تصور کی حرمت ہی تو تھی جس نے اہل علم اور دین داروں کو ٹی وی کی نشریات دیکھنے سے روکا ہوا تھا، اب اس کی فکر کون کرے کہ سکرین پر مردوں کی تصویریں دیکھنے کے بعد عورتوں کی تصویر نظر آنے پر نظریں جھکا دیں جائی گی۔ اہل علم کے انٹرویوز اور دینی پروگرام تو دیکھے جائیں گے، لیکن فحش ولغو پروگرام سے خود کو بچالیا جائے گا۔ نہ ہمارا ایمان اتنا مضبوط، نہ ہی کسی کے پاس ایسا آلہ اور پیمانہ ہے کہ جس کے تحت وہ خود کو جائز نشریات دیکھنے تک محدود رکھے گا اور غیر شرعی پروگراموں سے خود کو بچا سکے گا۔ تصویر کو اسکرین پر دیکھنے سے متعلق جواز کی اس جزئی نے مفاسد اور منکرات میں ابتلائے عام پیدا کردیا ہے اور عوام تو کیا خواص تک ٹی وی جیسے منکر میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ اہل علم کی خدمت میں باادب عرض ہے کہ وہ اس نکتہ پر غور فرما کر لوگوں کو دوبارہ اس منکر سے روکنے کی تدبیر اختیار کریں۔

آپ ٹی وی کیوں دیکھتے ہیں؟

آپ ٹی وی دنیاوی معلومات کے لیے دیکھتے ہیں یا دینی معلومات کے لیے؟ دنیاوی معلومات یا پروگرام مقصود ہیں تو گانے اور موسیقی سے بچتے ہوئے ریڈیو سن لیجیے۔ حالاتِ حاضرہ سے باخبر رہنا چاہتے ہیں تو دینی اور اسلامی اخبار وجرائد کا مطالعہ بھی کرسکتے ہیں۔ دینی معلومات درکار ہوں تو اکابر کی سینکڑوں کتابیں موجود اور محفوظ ہیں، ان کا مطالعہ کیجیے۔ الغرض چندروزہ تفریح اور معلومات کے لیے اللہ کی نافرمانی میں مبتلا ہونا کمالِ حسرت اور افسوس ہے اور آخرت کی زندگی کو بھلا دینے کے مترادف ہے اور موت عنقریب آیا ہی چاہتی ہے۔

آیئے! تمام آلاتِ معصیت سے بچنے کا عزم کیجیے، یہی ہمارے امتحان کا وقت ہے۔ نت نئے فتنے اُٹھ رہے ہیں اور دینی رنگ میں رونما ہورہے ہیں۔ سلف وصالحین کی تحقیق سے چمٹے رہیں اور ہرگز کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوکر ٹی وی اور دیگر منکرات میں مبتلا نہ ہوں۔ آج سے اس بات کا عزم کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو مٹانے کی کوشش کریں گے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کریں گے اور ٹی وی جیسے منکر کو گھر میں رکھنے کی بجائے گھر سے دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ مولائے کریم میری اور پوری اُمت کو گناہوں سے بچنے کی ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین